OPEN ACCESS

Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

مولانا حسین علیؒ کے منہج تفسیر پر مشتمل ضروری اصطلاحاتِ تفسیر کا ایک جائزہ

A Review of "Terminologies used in Quranic Commentaries by Molana Husain Ali Alwani's School of Thought"

Mufti Muhammad Ayaz Durani
M.Phil. Research Scholar, Qurtaba University, Peshawar

Dr. Hashmat Ali Safi
Assistant Professor, Department of Islamiyat, Peshawar Medical College
Warsak Road, hashmatalisafi@gmail.com

Abstract:

Al-Qur'an-al-Kareem, the word of Allah the Almighty, serves as a comprehensive guide for humanity and Jinn, encompassing all aspects of life. However, not everyone possesses the mental capacity to fully comprehend its concise and compact message. Initially, it was the duty of the Messenger of Allah (PBUH) to explain and elaborate on this divine message. Subsequently, specialized religious scholars have provided commentaries on the Qur'an throughout the ages.

Molana Husain Ali Alwani R.A. is a renowned religious scholar of our time, particularly celebrated for his contributions to Tafseer-e-Quran (commentary and interpretation of the Qur'an). His legacy has profoundly impacted the field of Quranic commentary, inspiring numerous scholars to adopt his interpretative style and explain the sciences of the Qur'an. His work includes Philosophy of Quranic understanding, coherence between Surahs and verses, abstracts of Quranic Surahs, Abrogation and abrogated verses of the Qur'an, Summaries of verses etc. The efforts of Molana Husain Ali Alwani and his disciples in the field of Quranic studies over the last century are invaluable. Their work benefits those conducting further research in Quranic studies. All their contributions are highly relevant, important, and effective in promoting Quranic understanding. However, to fully benefit from their work, one must understand the key terminologies used in Quranic exegesis by Molana Husain Ali's school of thought.

Maulana Husain Ali Alwani's method of interpreting the Quran involves first discussing the "Usool-e-Tafseer" (Principles of Exegesis) as a preamble. He clearly defines the terminologies that aid in comprehensively understanding the Tafseer-e-Quran (Quranic commentaries).I hope this KEY (Terminologies) will help many to benefit and understand the vast number of Quranic studies materials left as a legacy by Molana Husain Ali and his disciples.

Keywords; Maulana Husain Ali, Terminologies, Quranic Commentaries, Alwani's, School of Thought

مقدمہ:

مولانا حسین علی الوانی رحمہ اللہ برصغیر پاک وہند کے ان نابغۂ روزگار علماء میں سے ایک ہے جن کے علوم سے ایک دنیا واقف ہے خصوصاً آپ کی پہچان آپؒ کی منہج تفسیر ہے جو فہم قرآن کے مقدس سلسلے کو اس نہج پر پہنچا چکے کہ پچھلے کئی صدیوں سے جمود کا شکار علوم قرآنیہ نے ایک نیا روپ دھارا اور پورے خطے کے مسلمانوں کو قرآن سے جوڑے اور قرآن فہمی کو عام کرنے میں اپنا ایک پہچان بنایا، آپ کے درس قرآن میں دور دراز علاقوں سے عاشقانِ علوم قرآنیہ آتے تھے اور سیراب ہو کر واپس چلے جاتے تھے، آپ کا انداز تفسیر ایسا تھا کہ عوام وخواص کے لئے یکساں مفید رہتا تھا، اور جو بھی علوم قرآنیہ کا دلدادہ ایک بار آپ کا نہج سن لیتا تھا وہ اسے اپنائے بغیر رہ نہیں پاتا۔

آپ جس جانشانی سے قرآن کریم کی خدمت کی اور جس یکسوئی سے قرآن فہمی کو عام کرنے کی کوشش کی اس نے ایک تحریکی شکل اختیار کی اور آپ سے فیضیاب ہونے والا ہر آدمی دنیا کے طول وعرض میں جا کر اسی تحریک کا نمائندہ بن جاتا اور عوام کو اس نہج کے زیر اثر قرآن فہمی سے روشناس کرتا، آپ کے اس تحریکی کامیابی میں سب سے بڑا ہاتھ آپ کے وہ تفسیری اصطلاحات میں جو درس قرآن کے دوران آپ بیان فرماتے، ان اصطلاحات کی وجہ سے آپ قرآن ایسا آسان اور عام فہم بناتے کہ ہر کوئی اس کو آسانی سے سمجھ پاتا اور مشکل سے مشکل مقام کو آپ انتہائی خوش اسلوبی اور آسانی سے حل کر لیتے۔

آپ کے اصطلاحات قرآنی بھی اتنے عام فہم اور سادہ انداز میں ہوتے تھے اور قرآن کے مضمون کے ساتھ ایسے مناسب لگتے جیسے یہ کوئی الہامی علم اللہ کی طرف سے آپ کو صرف قرآن کو عوام تک پہچانے اور قرآن فہمی کو عام کرنے کے لئے دیا گیا ہے، آپ کے کچھ اصطلاحات ایسے تھے جو کہ ترجمہ وتفسیر شروع کرنے سے پہلے ان کا سمجھنا ضروری ہوتا تھا اور ترجمہ شروع کرنے سے پہلے آپ چند ضروری مباحث بیان فرماتے جس سے پوری سورت سمجھ میں آجاتی اس کے لئے آپ کے منہج تفسیر میں مباحث خمسہ کہا جاتا ہے اور بعض اصطلاحات ایسے ہیں جو آپ تفسیر وترجمہ کے دوران ہی سمجھاتے تھے زیر نظر مضمون میں ان تمام اصطلاحات کی مختصر وضاحت ضروری ہے تاکہ آپ کی تفاسیر اور علوم قرآنیہ کی کتب کا مطالعہ کرنے والے حضرات ان اصطلاحات کو سمجھ کر ان کتب سے بھرپور استفادہ کر سکیں، آپ کا تعارف پیش کرنے کے بعد ان اصطلاحات کی وضاحت آرہی ہے۔

شجرۂ نسب:

حسین علی ابن حافظ میاں محمد ابن حافظ عبد اللہ ابن حافظ الیاس ابن حافظ ذکریا ابن حافظ امام دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین

ولادت اور تعلیم:

مولانا حسین علی الوانی1283ھ 1866ء یا 1867ء میں واں بھچراں ضلع میانوالی کے ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔

انھوں نے اپنے گاؤں کے قریب موضع شادیہ اور بندیال میں مولانا سلطان محمود سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، اور اپنے والد سے بعض کتب پڑھیں۔ رشید احمد گنگوہیؒ سے 1302ھ میں سے سندِ حدیث حاصل کی۔ کچھ عرصہ محمد مظہر نانوتوی سے تفسیر قرآن کا درس لیا۔ 1304ھ میں سے منطق و فلسفہ کی تکمیل احمد حسن کانپوری کے پاس کر کے وطن واپس آئے۔[1]

درس و تدریس:

اپنے قصبے واں بھچراں میں وطن واپسی کے بعد انہوں نے تدریس شروع کی۔ ابتدا میں انہوں نے صرف و نحو، فقہ اور دیگر فنون کی کتابیں پڑھانا شروع کیں۔ ان کی شہرت کی وجہ سے دور دور سے طلباء ان سے تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔

آغاز تدریس قرآن:

اس کے بعد انہوں نے قرآن مجید کی تدریس شروع کی۔ وہ مدلل اور پر مغز انداز میں تفسیر پڑھاتے تھے، اور ان کی تفسیری مہارت کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ نظمِ قرآن پر خصوصی توجہ دیتے تھے اور خلاصۂ قرآن بیان کرتے تھے۔ ان کے نزدیک قرآن کا اصل موضوع توحید ہے، بعض شاگردوں نے اپنی کتب اس کی وضاحت کی ہے۔ ان کا طریقۂ تدریس اپنے وقت کے علماء سے الگ تھا، اسی وجہ سے ان کے پاس ایسے علماء بھی تفسیر پڑھنے آتے تھے جن کی زندگیاں وعظ و تدریس میں گزری تھیں۔ ان کے اس سلسلۂ تفسیر کو ان کے شاگردوں نے آگے بڑھایا جس میں انہیں بہت کامیاب ملی۔[2]

تبلیغی مساعی:

بیعت کے بعد انہوں نے عوام کی اصلاح کا کام شروع کیا۔ تبلیغ کا آغاز معاشرے کے گہرے مطالعہ سے کیا، جو بدعات اور شرک کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ کچھ خانقاہوں میں خود جا کر اس کا مشاہدہ کیا۔ خانقاہ میں موجود مسند نشینوں سے گفت و شنید کی، جو اگرچہ قرآن و سنت کے دلائل سے عارضی طور پر تو متاثر ہو جاتے تھے البتہ شرکیہ رسومات چھوڑنا ان کے لیے آسان نہ تھا، کیوں کہ انہیں ایسا کرنے سے اپنا مستقبل تاریک ہوتا دکھائی دیتا تھا۔ اقتدار کے زوال کا خوف انہیں حق بات کی تعلیم سے روک دیتا تھا۔ جب وہ ان سے مایوس ہو گئے، تو انہوں نے براہِ راست عوام سے مخاطب ہو کر ان کی اصلاح کی جدوجہد شروع کی۔ اس حوالے سے انہوں نے دو اصلاحی اداروں کی بنیاد رکھی۔

- شعبہ وعظ و تبلیغ
- شعبہ تدریس و تعلیم

تبلیغ کے لیے اکثر اپنے شاگردوں کو ساتھ لے کر نکلتے اور درسِ قرآن کے بڑے بڑے مجمعے منعقد کرتے تھے۔ توحید ان کا اصل ذوق تھا، جو ان کے شاگردوں میں بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جہاں کا رخ کرتے، اسی انداز میں توحید کا پیغام پہنچاتے تھے۔ اسی وجہ سے معاصر علما انہیں متشدد علماء میں شمار کرتے تھے۔[3]

تصانیف:

وعظ و تدریس کے علاوہ انہوں نے تصنیف و تالیف کے ذریعے بھی بدعات و شرک کے خاتمے کے لیے اہم کام کیا۔ کئی موضوعات پر

آپ نے کتابیں لکھیں جن میں:

- تفسیر بے نظیر،
- بلغۃ الحیران فی ربط آیات القرآن،
- تلخیص الطحاوی،
- تقریر الجنجوہی علی صحیح البخاری،
- تحریرات حدیث علی اصول التحقیق،
- تقریر الجنجوہی علی صحیح المسلم،
- تحفہ ابراہیمیہ اور
- برہان التسلیم،
- حواشی فوائد عثمانی،
- خلاصہ فتح التقدیر وغیرہ قابل ذکر ہیں۔[4]

ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف نے 2008ء میں مذکورہ کتاب پر تحقیق کرکے اسے دوبارہ شائع کیا، جس سے کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہوا۔ مولانا محمد حسین نیلوی نے **تفسیر بے نظیر** پر **بدر منیر** کے عنوان سے تحقیقی حاشیہ لکھا اور شائع کیا۔ شیخ نیلوی نے **تحریراتِ حدیث** پر **فتح المغیث** کے عنوان سے حاشیہ اور تدوین نو کا آغاز کیا تھا، مگر ابھی ۱۰۰ صفحات تک کا کام ہی مکمل کرپائے تھے کہ وہ وقت کے حوادث کی نذر ہوگئے۔

تلامذہ:

- مولانا غلام رسول انّہوئی،
- مولانا عبد العزیز سہالوی،
- مولانا سراج الدین دامانی،
- مولانا غلام اللہ خان،
- مولانا ولی اللہ انہوی،
- مولانا نصیر الدین غور غشتوی،
- مولانا عبد الغنی جاجروی،
- مولانا قاضی نور محمد،
- مولانا قاضی شمس الدین،
- مولانا محمد امیر بندیالوی،

- مولانا محمد سر فراز خان صفدر،
- مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری،
- مولانا محمد شاہ جہلمی،
- مولانا محمد زمان سنگوالوی،
- مولانا محمد طاہر پنج پیری،
- مولانا عبد اللہ بہلوی،
- مولانا یار محمد ملتانی،
- مولانا عبد الرؤف بوچھالوی وغیرہ شامل ہیں۔

اُن کے ہزاروں شاگرد اور مریدین اور بھی ہیں۔ آج بھی پاکستان کے مختلف علاقوں میں دورۂ تفسیر قرآن مجید جو جاری ہیں، وہ حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ کے طریقۂ تدریس کے مطابق پڑھائے جاتے ہیں۔"[5]

حالات زندگی پر شائع شدہ کتب:

درج ذیل کتب اس حوالے سے اہم ہیں:

- "مولانا حسین علی حیات تعلیمات کردار"، از میاں محمد الیاس محمود
- "ذکر الوانی"، مرتب: میاں محمد الیاس محمود
- "سوانح مولانا حسین علی الوانی"، از مولانا محمد یعقوب فیصل آبادی
- "ناشر القرآن"، از مولانا محمد حسین شاہ نیلوی
- "مرشد کامل"، از مولانا خلیل احمد واں بچھروی

وفات:

1940 کے عشرے کے آغاز میں حضرت صاحب مرحوم کی عمر 70 سال سے تجاوز کر چکی تھی چنانچہ زندگی کے آخری دو تین سال علالت میں گزارے اور اسی بیماری میں سوموار کی رات 25 جون 1944 واں بھچراں کی اسی صحرائی درسگاہ میں اس عالم ربانی، واقف اسرار حقانی، ماہر رموز قرآنی، حامی توحید و سنت، ماحی شرک وبدعت، عظیم مفسر و محدث مفسر نے انتقال فرمایا[6]۔

اولاد صالحہ میں تین صاحب زادے، مولانا صدر الدین، مولانا عبد الرحمان اور مولانا عبد الرزاق ممتاز علماء میں شمار ہوتے ہیں۔

مولاناؒ کا فلسفہ فہم قرآن

قرآن پاک سمجھنے اور سمجھانے کے لیے حضرت مولانا حسین علیؒ صاحب نے جو بنیادی اصول[1] اختیار کر رکھے تھے اور یہی اصول ان کی فکر کا مرکز و محور تھے حسبِ ذیل ہیں:

(۱) قرآن پاک کو قرآنِ پاک کے ذریعے سمجھا جائے کیونکہ قرآن پاک بسا اوقات اپنی تفسیر خود کرتا ہے۔ قرآن تکرار محض سے پاک ہے۔ اِس کے مضامین کو تکرار سے بیان کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ایک مقام کے اجمال کو دوسرے مقام پر واضح کر دیا جائے۔

(۲) قرآن کو اُس کے شارح اعظم حضرت محمد ﷺ کے اقوالِ مصدقہ اور سنتِ مطہرہ کی روشنی میں سمجھا جائے کیونکہ قرآن ایک دعویٰ یا متن ہے جبکہ محمد الرسول اللہ ﷺ اس کا عملی نمونہ اور تفسیر ہیں۔ دین کی عمارت پیغمبر کی سُنت و سیرت سے ہی تعمیر ہو سکتی ہے اس کے سہارے کھڑی رہ سکتی ہے۔

(۳) قرآن و سُنت کے بعد قرآن کی تفسیر کا سب سے بڑا ماخذ صحابہ کرام ﷺ کے مستند اقوال اور اُن کا عمل ہے کیونکہ پیغمبر ﷺ سے براہِ راست فیضاب ہونے کی وجہ سے وہ قرآن کے مطالب و مقاصد کو سب سے زیادہ سمجھنے والے اور عمل کرنے والے تھے۔

(۴) تفسیر قرآن کا چوتھا بڑا ماخذ اور اصول تابعین کے اقوال سے استدلال ہے کیونکہ تابعین کا مقام اسلافِ کرام میں سب سے بلند ہے اور اُن کا اجماع حجت بن جاتا ہے اور اِن سے استدلال لازمی قرار پاتا ہے۔ اگر کسی آیت یا لفظ کی تفسیر و تعبیر میں اُن کے درمیان اختلاف نظر آئے تو ان سے استدلال لازم نہیں۔ ایسی صورت میں آیت یا لفظ کو عام لغتِ عرب اور مستند اقوالِ صحابہؓ کی روشنی میں سمجھنا ہو گا۔ مولانا حسین علیؒ کے ہاں متقدمین میں امام ابو حنیفہؒ پر اور متاخرین میں امام تیمیہؒ پر زیادہ اعتماد پایا جاتا ہے بلکہ امام تیمیہؒ کی تو وہ عبارات کے عبارات نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔

(۵) جہاں تک ہو سکے اسرائیلیات سے پرہیز کیا جائے۔ کیونکہ ان سے دین و دنیا میں کوئی فائدہ نہیں۔ یہ عموماً غیر معتبر ہیں۔ ان سے استشہاد تو کیا جاسکتا ہے مگر اعتقاد کے لیے روایت نہیں کی جا سکتیں۔ اسرائیلیات تین قسم کی ہو سکتی ہیں۔

۱: جن کی قرآن نے تصدیق کی ہو ان پر ایمان ضروری ہے۔

۲: جن کی قرآن نے تردید کی ہو ان سے استدلال حرام اور باطل ہے۔

۳: جن کے بارے میں قرآن خاموش ہے۔ ایسی روایات زیادہ سے زیادہ استشہاد کے لیے استعمال کی جا سکتی ہیں۔ ماضی میں جن مفسرین نے اسرائیلی روایات کو اپنی تفسیر میں جگہ دی اور ان سے استدلال کیا۔ ان کو اس وقت کے حالات ہی کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔ ہمارے دور میں ان سے استدلال سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

۴: تفسیر بالرائے سے اعراض انتہائی ضروری ہے۔ محض اپنی رائے سے تفسیر کرنا باطل ہے[7]۔

ضروری اصطلاحات تفسیر

دعوی یاموضوع:

سورت کا وہ مرکزی اوراہم مسئلہ یا مضمون جو تمام سورت کیلئے بمنزلۂ محور کے ہو اور سورت کے باقی مضامین اسکے گرد گھومتے ہوں۔

تنویر:

بعض مرتبہ بیان کردہ دعویٰ یا مسئلے کے کسی پہلو کو زیادہ واضح کرنے، اُس پر روشنی ڈالنے یا دعوی ومسئلہ کے متعلق کسی شبہ کا ازالہ کرنے کے لیے جو کلام لایا جاتا ہے اسے گزشتہ بیان شدہ مسئلے کا تنویر کہا جاتا ہے۔[8]

ربط:

کسی سورت یا آیت کا گزشتہ سورت یا آیت کے ساتھ جوڑ اور مناسبت۔[9]

امتیاز:

ایک سورت کو دوسرے سورت سے ممتاز اور جدا کرنے کا فرق اور خصوصیت جو اس سورت میں پائی جاتی ہے اور دوسری میں نہیں ہوتی اس کو امتیاز یا خصوصیت کہتے ہیں۔[10]

دلیل:

بطور ثبوت وہ بیان جس سے دعویٰ کو ثابت کیا جائے۔

دلیل عقلی:

وہ دلیل جس کا تعلق عقل سے ہو یعنی عقل سلیم کے مطابق اور مناسب ہو۔

دلیل نقلی:

وہ دلیل جو گزشتہ زمانے کے کسی نبی، ولی یا کتاب الٰہی سے نقل ہو۔

دلیل وحی:

وہ دلیل اور بات جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب ہوئی ہو۔

تخویف:

ڈراؤ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانے اور ادا کرنے کے سلسلہ میں اللہ (کے عذاب) سے ڈرانے کو تخویف کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو اور یہ احکام بجالاؤ۔ پھر تخویف کی دو قسم
قسمیں ہیں:[11]

(ا) تخویف دنیاوی: زیر بحث دعویٰ نہ ماننے والوں کو دنیا کے عذاب سے ڈراوا۔

(۲) تخویف اُخروی: زیر بحث دعویٰ اور مسئلہ نہ ماننے والوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرانا۔

بشارت دنیاوی: زیر بحث مسئلہ ماننے والوں کو دنیا میں خوشحالی اور نعمتوں کی خوشخبری۔

بشارت اُخروی: زیر بحث مسئلہ ماننے والوں کو آخرت کی خوشحالی اور نعمتوں کی خوشخبری۔[12]

تسلی:

حق پرستوں کو مخالفین کی طرف سے تکالیف اور تکذیب پر صبر کی تلقین کرتے ہوئے اُنکے دِلوں سے غم دور کرنے یا کم کرنے کی غرض سے انکی حوصلہ فزائی کرنا۔

تشجیع:

کسی اچھے اور نیک کام پر اُبھارنا اور اُس کے لیے جرأت، دلیری اور حوصلہ مندی پیدا کرنا۔

ترھیب:

ڈراؤ یعنی احکام کی بجا آوری کے سلسلے میں خوفِ الٰہی دلانا۔

تزھید من الدنیا:

دنیا سے بے رغبتی دلانا اور دنیا کو سبھی کچھ جان کر اس کی محبت سے بچنے کی ترغیب دینا۔

زجر:

منکرین کی ناجائز بات یا عمل، بے سروپا اور نامعقول مطالبات پر عذاب کی خبر داری، ڈانٹ۔

تنبیہ:

انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین سے خلاف اولیٰ کام سرزد ہونے پر انھیں متنبہ کرنا کہ آئندہ احتیاط سے کام لیا جائے[13]۔

اُمور انتظامیہ:

وہ احکام اور قوانین جس پر عمل کرنے سے مسلمان باہم متحد و متفق ہوتے ہوں اور اُن کا معاشرہ درست اور جماعت منظم ہو سکتے ہوں جیسے قانون قصاص، حدود، نکاح، طلاق، رضاعت، وصیت، وراثت وغیرہ۔[14]

اُمور مصلحہ:

وہ اعمال صالحہ جن سے باطن کی اصلاح ہو اور مسلمان ان کے باعث ہر حال میں مشکل سے مشکل قانون اور حکم پر عمل کے لیے آمادہ ہو جائے یعنی وہ اعمال صالحہ [جیسے صوم، صلوٰۃ، حج وغیرہ] جو امور انتظامیہ پر عمل اور استقامت کے لیے ممدِ و معاون ہوں۔[15]

امور مصلحہ کی اقسام:

امور مصلحہ کی تین قسمیں ہیں:

(1) منکرین کے لیے:

اکثر مالدار لوگ مال دولت کی نشہ میں توحید یا کسی دوسرے عقیدہ اور حق سے انکار کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کی اصلاح کے لیے

قرآن فرماتا ہے:

(۱) دنیا کی محبت میں غلو کرنا دنیوی عذاب کا پیش خیمہ ہے۔

(۲) دنیا کا مال و دولت حقیر، ناپائیدار اور فانی ہے۔

(۳) دنیا سے محبت اخروی عذاب کا پیش خیمہ ہے جیسے سورۃ الکہف ۳۲ تا ۴۹۔ ۳۳ تا ۴۴۔ پہلا مضمون، ۴۵ میں دوسرا جبکہ ۴۷ تا ۴۹ میں تیسرا مضمون مذکور ہے۔

(2) مومنون کے لیے:

حق ماننے والوں کے لیے ضروری ہے کہ حق پر ثابت قدم رہیں اور امور انتظامیہ کے سلسلہ میں ذکر شدہ احکام کے مطابق عمل کریں تاکہ انکا جماعت منظم اور متحد ہو جائے چونکہ ان احکام پر عمل کرنا مشکل کام ہے، اس لئے ان احکام کے ساتھ ایسے امور ذکر کیے جاتے ہیں جو استطاعت اور عمل صالح میں مدومعاون ہوں تاکہ اس سے اصلاح باطن ہو جائے اور حق پرستوں کی جماعت مشکل سے مشکل حکم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو جائیں جیسے صوم، صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ وغیرہ جیسے سورۃ البقرہ:۲۳۸

(3) امور مصلحہ مدافعہ للعذاب (عذاب سے بچنے کے لیے):

دنیوی یا اخروی عذاب سے بچنے اور نجات کے لیے اللہ تعالیٰ تین باتوں کا حکم دیتا ہے:

(۱) شرک سے بچو

(۲) بندگان خدا پر ظلم مت کرو۔

(۳) بندگان خدا کے ساتھ احسان کرو جیسے سورۃ اسراء:۲۳ تا ۳۱۔ ۲۳ میں پہلی اور تیسری بات اور ۳۱ میں دوسری بات ذکر ہے۔

ادخال الٰہی:

کسی واقعہ یا مضمون کے بیان کے دوران بیچ میں اللہ تعالیٰ اپنی بات ارشاد فرمائے اگرچہ وہ اسی واقعے یا مضمون کا حصہ تو نہیں ہوتا مگر اس سے متعلق ضرور ہوتا ہے۔ جس کو عام طور پر عربی درسی کتابوں میں جملہ معترضہ کہتے ہیں۔[16]

براعۃ الاستھلال:

تمہید میں ایسی عبارت اور الفاظ ذکر کرنا جو آنے والے مقصد کے ساتھ مناسب ہو اور اسکے ضروری امور پر روشنی ڈالے۔

اعادہ برائے بعدِ عہد:

ایک مضمون بیان ہو رہا ہو مگر اس کا نتیجہ اور حکم اس مضمون کے ساتھ بیان نہیں کیا جاتا بلکہ اس سے پہلے اس مضمون کے دوسرے متعلقات آ جاتے ہیں، پھر نتیجہ ذکر کرنے سے پہلے اس مضمون کو دہرایا جاتا ہے تاکہ نتیجہ اس کے ساتھ مربوط ہو جائے، یہ اعادہ برائے بعدِ عہد ہے۔ مثلاً سورۃ البقرۃ ۳۶ میں ہے کہ: وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ[17]۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیت ۳۸ میں پھر کیوں حکم دیا جا رہا ہے: قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا[18] اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں نیچے اتر جانے کا حکم دیا گیا لیکن درمیان میں سیدنا آدم وحوا علیہما السلام کی سرفرازی اور معافی کا اعلان کیا گیا۔ نیچے اُتر جانے کا حکم ذرا دور رہ گیا اس لیے دوبارہ اُتر جانے کا حکم ارشاد فرمایا۔[19]

ادماج یااندماج:

درج سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں: مضبوط گڑ جانا اور کپڑوں میں لپیٹنا، اصطلاح میں کسی مثال یاواقعہ کے مقصودی حصے کو صراحۃً بیان کر دیا جائے اور غیر مقصود دے حصے کو حذف کر دیا جائے جو معمولی غور وفکر سے سمجھا سکے، ادماج یااندماج کہلایا جاتا ہے[20]۔

مثلاً:مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ [21] میں اندماج اور استوقد نارا کے بعد فیہ رجال قاعدون محذوف ہے،کیونکہ اس کے بعد بنورھم کی ضمیر جمع اس پر دلالت کرتی ہے۔[22]

ختم القلب:

گمراہی کے چار درجے ہیں:

۱:ریب وشک:

یہ درجہ گمراہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔پہلے کسی شخص کے دل میں توحید اور دین حق کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں جو اسے صراط مستقیم اور راہ ہدایت سے بھٹکاتے ہیں۔[23]

۲۔ضلالت(گمراہی):

توحید اور دین حق سے متعلق شکوک وشبہات کا اِزالہ نہ کیا جائے اور وہ کسی کے دل میں جاگزیں ہو جائیں تو آدمی ضلالت وگمراہی میں جاگرتا ہے اور راہ حق کو چھوڑ کر باطل کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔

۳۔جدال:

ضلالت کے بعد جدال کا درجہ ہے۔گمراہی کے بعد گمراہ شخص اپنے نظریات اور غلط عقائد کو حق اور صحیح ثابت کرنے کے لیے اہل حق سے جھگڑا اور مجادلہ ومنازعہ کرتا ہے اور ضد وعناد کی وجہ سے ہر حق بات کو رد کر دیتا ہے۔[24]

۴۔ختم القلب(مہر جباریت / طبع علی القلب):

گمراہی کے بعد جب آدمی حق کے مقابلے میں جھگڑا اور جدال شروع کرتا ہے اور نقلی وعقلی دلائل سے حق کے واضح اور ثابت ہو جانے پر بھی حق کو نہیں مانتا اور اپنی ضد وعناد پر ڈٹا رہتا ہے۔تو اب اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔یعنی اس کے دل میں جو کفر ونفاق اور شرک ہے وہ دل سے باہر نہیں نکل سکتا اور جو چیز اس کے دل سے باہر ہے یعنی ایمان ویقین اور توحید واخلاص، وہ اس کے دل میں داخل نہیں ہو سکتی۔جب کوئی شخص گمراہی کے اس درجہ میں پہنچ جاتا ہے تو اس کا راہِ راست پر آنا ناممکن ہو جاتا ہے۔اس درجہ میں اُس سے ہدایت کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔شیخ المشائخ مولانا حسین علی الوانیؒ اس کو مہر جباریت سے تعبیر کرتے تھے۔

قال رومیؒ: ایں نہ جبر، ایں معنی جباریست　　　ذکر جباری برای زاریست

قرآن مجید میں یہ چاروں درجے کہیں جدا جدا اور کہیں دو دو یا اس سے زیادہ مذکور ہیں، جب کہ سورۃ حم المومن میں دو آیتوں کے اندر چاروں درجے ایک ساتھ ذکر ہیں:

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا

كَذٰلِكَ يضلُّ اللهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ۔ اَلَّذِين يجادِلُوْنَ فِيْ اٰيٰتِ اللهِ بِغَير سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ كبرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ وَعِنْدَ الَّذِين اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يطبَعُ اللهُ عَلٰى كل قَلْبِ مُتَكبرٍ جَبَّارٍ[25]۔

یہاں کذلک میں دونوں جگہ کاف تعلیلیہ ہے جو بمعنی لام ہے۔اس میں گمراہی کے چاروں درجات بالتدریج مذکور ہیں۔ پہلے وہ لوگ سیدنا یوسف علیہ السلام کے لائے ہوئے دلائل توحید و نبوت کے بارے میں ریب وشک میں پڑے رہے، اس وجہ سے گمراہ ہوئے اور راہِ ہدایت اور جادۂ توحید سے بھٹک گئے، اس کے بعد انہوں نے ضد وعناد سے جھگڑا اور مجادلہ شروع کر دیا اور توحید اور دین حق سے دور بھاگنے لگے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگادی۔[26]

ربط القلب:

ہدایت کے بھی چار درجے ہیں:

اول انابت اور طلب:

اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب اور رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف رجوع کرنا، ان سے محبت رکھنا اور ہدایت کے راستے کی تلاش کرنا جیسے سورۃ مومن: ۱۳، سورۃ شوریٰ: ۱۳۔ اس انابت کے مقابل میں ریب اور شک ہے۔

دوم ہدایت:

یعنی سیدھا راستہ ملنا، ہدایت، انابت اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے ملتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ضلالت ہے۔

سوم استقامت:

ہدایت کے بعد استقامت کا درجہ ہے۔ ہدایت پر پکا اور ثابت قدم ہونا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق سیدھے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے تو اسے استقامت نصیب ہو جاتی ہے جیسے سورۃ حٰم سجدہ: ۳۰۔ اس استقامت کے مقابل جدال، مخاصمت اور ضد وعناد ہے۔[27]

چہارم ربط القلب:

ربط القلب ختم القلب کا ضد ہے۔ جب ایک انسان ہدایت کا راستہ اختیار کر لے، اللہ اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اطاعت میں راسخ اور پکا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو محکم یقین اور ایمان پر استقامت کی دولت عطاء کر دیتا ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ آدمی گمراہی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ دل کی اس کیفیت کو ربط القلب کہتے ہیں۔

ان پہلے تین درجات کے حاصل ہونے کے بعد انسان کو ربط القلب کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔[28]

ہدایت کے یہ چاروں درجات سورۃ کہف: ۱۴،۱۳ میں ذکر ہیں۔

وَنَحْنُ نَقُصُّ عَلَيك نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهِمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًىo وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَدْعُوَا مِنْ دُوْنِهِ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَا اِذًا شَطَطًا[29]۔

خلاصہ بحث:

قرآن عظیم الشان اللہ کی ایسی کتاب جس کے علوم لافانی ہیں اور انسان حکم خداوندی کے پیش نظر اس میں جتنا سوچ و تدبر کرے گا

انتاہی قرآن کے اسرار اور رموز اس پر آشکارہ ہوں گے اور نت نئے علوم اور مناہج پیدا ہوں گے ،بیسوی صدی عیسوی کے نامور علماء کرام جنہوں نے قرآن کریم کی خدمات میں اپنا حصہ ڈالا،ان میں مولانا حسین علی الوانیؒ ایک تابندہ تارہ ہے، آپ کے منہج قرآنی نے چہار دانگ عالم شہرت حاصل کی اور اللہ نے اس کو شرف قبولیت بخشی اس میں بڑا کردار حضرت کے ان اصطلاحات کا ہے جس کو آپ درس قرآن کے دوران استعمال کرتے تھے جن کا تزکرہ مختصراً اس مضمون میں ہو چکا۔ان اصطلاحات میں ایک ایک اصطلاح علمی اعتبار سے بہت وسعت رکھتا ہے اور اس پر ایک وسیع علمی مقالہ لکھا جا سکتا ہے حضرت کے ان اصطلاحات میں بعض اصطلاحات تو عوامی طرز کے ہیں جس کو صرف عربی سمجھنے والے بھی سمجھ سکتے ہیں تاہم بعض اصطلاحات علمی انداز کے ہیں جن کو سمجھنے کے لئے علم و تحقیق کی ضرورت ہے، مضمون میں موجودہ اصطلاحات پر اگر نگاہ دوڑائی جائے تو یہ کہنا بجا ہو گا کہ رجوع الی القرآن اور قرآن فہمی کے میدان میں حضرت والا ایک مجدد کی حیثیت رکھتے تھے،اور وہ اس میدان کے بہترین شہسوار تھے آپ کے نہج درس قرآن اور آپ کے ان اصطلاحات میں عاشقانِ علوم قرآنیہ کے لئے بہت کچھ رکھا ہے اور ہمیں چاہئے کہ آپ کے اس منہج کو افادہ عام کے لئے مشقِ تحقیق بنادیں

مصادر و مراجع

---

[1] ۔میاں محمد الیاس، مولانا حسین علی شخصیت، کردار اور تعلیمات،(اشاعت اکیڈمی، پشاور،2005ء)،85۔

Mian Mohammad Ilyas , Molana Hussain Ali kirdar o Shakhsyat our Taleemat (Ishaat Academy Peshawar 2005) 85.

[2] ۔مولانا حسین علی، بلغۃ الحیران،(اشاعت اکیڈمی، پشاور،2001ء)105۔

Molana Hussain Ali, Buloghat Ul Hairan, (Ishaat Academy Peshawar2001) 105.

[3] -مولانا حبیب اللہ مختار،چمنستان اشاعت التوحید والسنۃ،(اشاعت اکیڈمی، پشاور2015ء)271۔

Molana Habib ullah Mukhtar ,Chamanistan Ishaat u Toheed wa Sunna,Page No 271 (Ishaat Academy Peshawar 2015)

[4] - ڈاکٹر حشمت علی صافی ،مولانا حسین علیؒ نقشبندی کے مکتب تفسیر کی قرآنی و تفسیری خدمات ایک تعارفی جائزہ ، (اشاعت اکیڈمی، پشاور2023ء)25۔

Molana Hussain Ali Naqshbandi Tafseer o Qurani Tafseer Khidmat, (Ishaat Academy Peshawar 2023)25.

[5] - ڈاکٹر حشمت علی صافی ،مولانا حسین علیؒ نقشبندی کے مکتب تفسیر کی قرآنی و تفسیری خدمات ایک تعارفی جائزہ ، (اشاعت اکیڈمی، پشاور2023ء)25۔

Molana Hussain Ali Naqshbandi Tafseer o Qurani Tafseer Khidmat, (Ishaat Academy

Peshawar 2023)25.

[6] میاں محمد الیاس، مولانا حسین علی شخصیت، کردار اور تعلیمات، (اشاعت اکیڈمی، پشاور، 2005ء)99۔

Mian Mohammad Ilyas , Molana Hussain Ali kirdar o Shakhsyat our Taleemat (Ishaat Academy Peshawar 2005) **99**.

[7] مولانا حسین علی، بلغۃ الحیران، (اشاعت اکیڈمی، پشاور، 2001ء)115۔

Molana Hussain Ali, Buloghat Ul Hairan, (Ishaat Academy Peshawar2001)

[8]- مولانا حسین علی، بلغۃ الحیران، (اشاعت اکیڈمی، پشاور، 2001ء)20۔

Molana Hussain Ali, Buloghat Ul Hairan, (Ishaat Academy Peshawar2001) 105.

[9] شیخ القرآن طاہر پنج پیری، سمط الدرر۔ (اشاعت اکیڈمی، پشاور)10

Samt u durar, Shaikh Tahir Panjpeer (ishaat academy Peshawar

[10]- شیخ غلام اللہ خان، مقدمہ جواہر القرآن (اشاعت اکیڈمی، پشاور)4

Muqadma Jawahir Ul Quran Shaikh Ghulam Ullah Khan(ishaat academy Peshawar (4)

[11]- شیخ عبد السلام الدر المنظومات، ص:6

Shaikh Abdusalam Al durar ul Manzomat, , (6)

[12]- حسین شاہ نیلوی، مرآت القرآن، ص:11)

Mirat ul Quran, (11)، Hussain Shah Nailvi

[13]- حسین شاہ نیلوی، مرآت القرآن،، ص:11)

Hussain Shah Nailvi, Mirat ul Quran, , (11)

[14]- سلک الدرر، سراج الاسلام حنیف، (مکتبہ دار القرآن والسنۃ مردان، ص:8)

Silak uddurar, Siraj ul Ilsam Hanif, (Maktaba Darul Quran Wasunna Mardan

[15]- محمد ایاز درانی، بیاض القرآن، (العلم پبلیکیشنز پشاور، ص:65)

Muhammad Ayaz Durrani, Bayaz ul Quran, Al ilm Publications Peshawar(65)

[16]- ڈاکٹر سراج الاسلام، علوم القرآن 2 جلد، (مکتبہ دار القرآن والسنۃ مردان، ص:15)

Dr Siraj ul Islam ,Uloom Ul Quran 2 Jild, (Maktaba Darul Quran Wasunna Mardan(15)

[17] سورۃ البقرۃ 36:2

Surah Al Baqarah 2:36

[18] سورۃ البقرۃ 38:2

Surah Al Baqarah 2:38

[19]- تفسیر مطالعہ قرآن، ڈاکٹر سراج الاسلام، (مکتبہ دار القرآن والسنۃ مردان، ص:16)

Tafseer Uloom Ul Quran (Maktaba Darul Quran Wasunna Mardan(16)

[20]کشاف اصطلاحات الافنون والعلوم 130:1

Kashaf Istilahat ul Funoon wa Uloom 1:130

[21]سورۃ البقرۃ 17:2

Surah Al Baqarah 2:17

[22]- شیخ سلطان غنی عارف طاہری، مناھل العرفان، (المکتبۃ الطاہریۃ، مردان ص:68)

Shaikh Sultan Ghani Arif Tahiri, Manahil Al irfan, Al Maktaba al Tahiria, Mardan (68)

[23]- منیر سمیع الحق افغانی، تسہیل العرفان فی اُصول القرآن، (مکتبہ ابن اشرف سربند پشاور، ص:10)

Munir Samee ul Haq Afgani, Tasheel al Irfan fe Osele Quran, Maktaba ibne asharaf Peshawar (10)

[24]- شیخ غلام اللہ خان مقدمہ جواہر القرآن، ص:9 اشاعت اکیڈمی، پشاور

Muqadma Jawahir Ul Quran Shaikh Ghulam Ullah Khan(ishaat academy Peshawar (4)

[25]سورۃ حم المومن: ۳۴:۴۰-۳۵

Surah Al Momin 40:34,35

[26]- الدر المنظومات، شیخ عبد السلام، ص:11)

Al durar ul Manzomat, Shaikh Abdusalam

[27]- محمد ایاز درانی، بیاض القرآن، (العلم پبلیکیشنز پشاور، ص:05)

Muhammad Ayaz Durrani, Bayaz ul Quran, Al ilm Publications Peshawar

[28]- شیخ غلام اللہ خان، مقدمہ جواہر القرآن (اشاعت اکیڈمی، پشاور ص:2)

Muqadma Jawahir Ul Quran Shaikh Ghulam Ullah Khan(ishaat academy Peshawar

[29]سورۃ کہف 13:18،14

Surah Al Kahaf 18:13,14